الروض الأنف للسّهیلی منہج واسلوب

حافظ محمد ابراہیم *

حافظ رشید احمد تھانوی **

الروض الأنف سیرتِ نبوی ﷺ کی شہرہ آفاق کتاب سیرتِ ابن ہشام کی شرح ہے جو خود بھی سیرت ابن اسحاق کی تہذیب و تنقیح ہے۔ ابن ہشام نے سیرت ابن اسحاق کے جمع و تدوین کی خدمت انجام دی۔ اس کا خلاصہ کیا اور نقد و استدراک کیا۔ کوئی روایت ابن سحاق سے رہ گئی تھی تو اسے درج کیا۔ کچھ واقعات کا ذکر نہیں تھا تو ان کا اضافہ کیا۔ ان واقعات کو خارج کر دیا جو ان کے نزدیک ناقابل بیان تھے وہ اشعار بھی نکال دیے جو ان کے نزدیک ناقابل بیان تھے وہ اشعار بھی نکال دیے جو ان کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہ پہنچتے تھے۔ دوسری طرف انہوں نے بہت سی معلومات اور افکار کا اضافہ کیا۔ اس طرح یہ کتاب سیرت ان کے نام سے معروف و منسوب ہو کر توجہ کا مرکز و محور بن گئی۔

سیرت ابن ہشام کی مقبولیت:

ابن ہشام نے سیرت ابن اسحاق کی تلخیص و تہذیب اور تحقیق و تنقیح کا جو کارنامہ انجام دیا وہ اتنا بلند پایہ اور عظیم الشان تھا کہ لوگوں نے ابن اسحاق کی کتاب کی جگہ ابن ہشام کی کتاب کو بطور ماٰخذ واصل لے لیا۔ ابن ہشام نے اتنا غیر معمولی کام کیا تھا کہ آج سیرت پر مستند ترین، جامع ترین اور قدیم ترین کتاب انہی کی ہے۔

شروح:

سیرت ابن ہشام کی چند شرحیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاِملاء علیٰ سیرۃ ابن ھشام - ابوذر مصعب بن محمد بن مسعود خشنی (م:۶۰۶ھ)

(۲) تنبیہات ابن الوقشی - قاضی ابو الولید ہشام بن احمد وقشی (م:۴۸۹ھ)

(۳) کشف اللثام فی شرح سیرۃ ابن ھشام - علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی (م:۸۵۵ھ)

---

* پی ایچ ڈی سکالر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، پاکستان

** ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

(۴) المیرة فی حل مشکل السیرة- یوسف بن عبدالہادی صالحی (م:۹۰۹ھ)

(۵) الروض الأنف- ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد السہیلی الاندلسی (م:۵۸۱ھ)۔(۱)

امام سہیلی ؒ نے اس کتاب پر ایک نئے انداز اور نہج سے کام کیا۔انہوں نے ابن اسحاق اور ابن ہشام کی کاوشوں کی روشنی میں اپنی کتاب ''الروض الانف'' تالیف کی۔انہوں نے ان دونوں کے بیانات کی تحقیق کی ، پھران کی شرح کی اوران پر اضافہ کیا۔اس طرح ان کا کام سیرت پر ایک نئی کتاب کی حیثیت سے سامنے آیا۔

ابن ہشام کے شارح السہیلی:

ان کا نام عبدالرحمٰن بن الخطیب عبداللہ بن الخطیب أبی عمر بن أصبع بن حبیب بن سعدون بن رضوان ابن فتوح ہے۔ان کی نسبتیں خثعمی ، سہیلی ، اندلسی اور مالقی معروف ہیں۔

''سہیل'' جس کی طرف ان کی نسبت ہے، اندلس میں مالقہ کے علاقہ میں ایک وادی کا نام ہے۔اس میں کئی گاؤں آباد ہیں جن میں سے ایک گاؤں میں سُہیلی پیدا ہوئے۔سُہیلی ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔وہ اندلس میں طویل عرصے تک رہے وہاں علم کے سرچشموں سے سیراب ہوئے اورمختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔آپ حافظ اور عالم تھے اورلغت اورسیرت کے ماہر۔سترہ برس کی عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔

امام سُہیلی علم تفسیر، حدیث نبوی اور رجال کے علاوہ تاریخ اور انساب کے بڑے ماہر تھے۔تمام عمر تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزاری ان کے حافظہ اور تبحر علمی کا یہ عالم تھا کہ الروض الانف جیسی ضخیم کتاب چار پانچ ماہ کی مدت میں ختم کردی۔(۲) چنانچہ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> ''میں نے یہ شرح ایک سوبیس (۱۲۰) کتابوں کی مدد سے لکھی اور اس کی املاء محرم ۵۶۹ھ میں شروع کرکے اسی سال کے جمادی الاولیٰ میں ختم کردی۔ میں نے اس میں ایسے علمی نکات بیان کیے ہیں جو میں نے اپنے اساتذہ سے حاصل کیے تھے۔''(۳)

وفات:

مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سُہیلی کی وفات ۵۸۱ھ میں ہوئی ابن عماد حنبلی نے اپنی کتاب ''شذرات الذھب'' میں لکھا ہے کہ ان کی وفات شعبان ۵۸۱ھ میں ہوئی۔اس وقت ان کی عمر بہتر برس تھی۔(۴)

الروض الأنف کا منہج واسلوب:

الروض الأنف سیرت پر ایک قابل ذکر اورمشہور کتاب ہے۔یہ ابن ہشام کی سیرت کی شرح ہے۔الروض الأنف کی تالیف کا آغاز محرم ۵۶۹ھ میں ہوا اور اسی سال جمادی الاولیٰ میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔اس کے بارے

میں سہیلی نے لکھا ہے کہ اس کا مواد انہوں نے ایک سو بیس سے زائد کتابوں سے جمع کیا ہے۔

یہ کتاب سیرت کے بارے میں بیش قیمت معلومات اور نادر افادات کا خزانہ ہے۔ یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے اور معروف و متداول ہے۔۱۳۳۲ھ میں مطبعہ جمالیہ مصر سے دو حصوں میں شائع ہوئی۔عبدالرحمٰن وکیل کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ دارالکتب الحدیثہ قاہرہ سے اور دارالکتب الاسلامیۃ مصر سے سات جلدوں میں چھپ چکی ہے۔سال اشاعت ۱۹۶۷ء ہے۔اسی طرح عمر عبدالسلام السلامی کی تحقیق سے کتاب ہذا سات جلدوں میں داراحیاء التراث العربی بیروت سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہو چکی ہے۔طٰہٰ عبدالروف سعد کی کوششوں سے ۱۹۷۳ء میں مکتبۃ الکلیات الازہریہ قاہرہ سے چار حصوں میں سیرت ابن ہشام کے ساتھ شائع ہوئی۔الغرض یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ بہت سارے لوگوں نے اس پر کام کیا ہے۔علمی اور تحقیقی انداز میں مرتب بھی ہوئی ہے۔تازہ ترین ایڈیشن پانچ جلدوں میں ہے اور ہر جگہ دستیاب ہے۔سہیلی نے اس کتاب پر ایک نئے انداز اور نہج سے کام کیا انہوں نے ابن اسحاق اور ابن ہشام کی کوششوں کی روشنی میں یہ کتاب تالیف کی اور دونوں کی تحقیق و تنقیح کی۔ڈاکٹر محمود احمد غازی اس کتاب تعارف ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

> سیرت پر ایک اور کتاب جو بڑی قابل ذکر ہے وہ ابن ہشام کی سیرت کی شرح ہے میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ ابن ہشام نے جو کتاب مرتب کی تھی اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں تقریباً ایک در جن تلخیصوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے تہذیبیں ہوئیں نظمیں لکھی گئیں ان شرحوں میں جو شرح بہت مقبول اور عالمانہ ہے وہ الروض الانف کے نام سے پانچ جلدوں میں مطبوعہ موجود ہے کئی بار چھپی ہے بہت سے لوگوں نے اس پر کام کیا ہے علمی اور تحقیقی انداز میں ایڈٹ بھی ہوئی ہے تازہ ترین edited version پانچ جلدوں میں ہے اور ہر جگہ دستیاب ہے یہ علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی (متوفی ۵۸۱ھ) کی لکھی ہوئی تھی انہوں نے اس پر سب سے پہلے تو یہ کام کیا کہ جو قصائد تھے ان کے مشکل الفاظ کی شرح لکھی جہاں جہاں مشکل الفاظ آئے ان کو بیان کیا۔جہاں جہاں وہ کسی خاص نکتہ پر توجہ دینا چاہتے ہیں اس کی طرف توجہ دلائی، جہاں انہوں نے ضرورت محسوس کی کہ ابن ہشام کے بیان کو مزید مدلل بنانے کی ضرورت ہے وہاں حسب ضرورت اس کا اضافہ کر دیا جہاں کوئی بات ابن ہشام کے ہاں نامکمل نظر آئی اس کی تکمیل کر دی خاص طور پر ایک چیز جس کا انہوں نے اضافہ کیا ہے وہ یہ کہ اگر کسی واقعہ سے کوئی اہم نکتہ نکلتا ہے یا کوئی درس ان کے سامنے آتا ہے یا کوئی سبق ملتا ہے تو اس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے یہ وہ چیز ہے

جس کو ہم آج کل کی اصطلاح میں فقہ السیر ۃ کہہ سکتے ہیں۔اس موضوع پر سب سے پہلے جو وقیع اور عالمانہ اشارے سے ملتے ہیں وہ سہیلی کی الروض الانف میں ملتے ہیں۔سہیلی خود ایک بہت بڑے ادیب اور نحوی تھے اس لیے انہوں نے نحوی قواعد وضوابط پر بھی بات کی ہے۔جس قصیدے کے کسی شعر سے کوئی نحوی اصول نکلتا ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے یہ علامہ سہیلی بھی اسپین کے رہنے والے تھے بحر متوسط کے ساحل پر ایک شہر مالقہ کے رہنے والے تھے تقوی اور زہد و استغناء میں بڑی شہرت رکھتے تھے عجیب بات یہ ہے کہ اپنے لڑکپن میں نابینا ہو گے تھے بعد میں جتنی کتابیں لکھیں وہ سب انہوں نے املاء کرا کر لکھوائیں یہ کتاب اس لحاظ سے بڑی مفید ہے کہ اس سے ابن ہشام کے کیے ہوئے کام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ابن ہشام نے جہاں جہاں کوئی ایسی چیز بیان کی تھی جس کی مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کی جاتی تھی یا کسی چیز کی شرح درکار تھی تو وہ علامہ سہیلی نے بیان کر دی اور ابن ہشام کی کتاب کو سمجھنا بہت آسان بنا دیا ہے۔

علامہ سہیلی محدث بھی تھے فقیہ،لغوی،نحوی، ماہر انساب اور مؤرخ بھی تھے ان کی شرح میں ان سب حیثیتوں کی جھلک صاف محسوس ہوتی ہے ان علمی خوبیوں کی وجہ سے ابن ہشام کی وہ شرح جو علامہ سہیلی نے الروض الانف کے نام سے لکھی وہ بہت جلد مقبول ہوگئی اور دنیائے اسلام کے ہر علاقے میں مقبول اور متداول رہی بہت سے لوگوں نے اس کی بھی شرحیں لکھیں اور اس پر حواشی لکھے بعض لوگوں نے اس کی تلخیص کی بعد میں آنے والے تقریباً ہر سیرت نگار نے اس سے استفادہ کیا۔علامہ ابن قیم کی تحریروں اور تصنیفات میں جابجا اس کے تذکرے اور حوالے ملتے ہیں۔(۵)

کتاب کے مقدمے میں ''الغایۃ من تالیف الکتاب'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

فإنّی قد انتحیت فی هٰذا الإملاء بعد استخارة ذی الطول والاستعانة بمن له القدرة والحول ، إلیٰ إیضاح ما وقع فی سیرة رسول اللّٰه ﷺ التی سبق إلیٰ تالیفها أبو بکر محمد بن إسحاق المطلبی و لخّصها عبدالملك بن هشام المعافری المصری النسّابة النّحوی مما بلغنی علمه و یسّرلی فهمه من لفظ غریب أو إعراب غامض أو کلام مستغلق أو نسب عویص أو موضع فقه ینبغی التبینه علیه أو خبر نا قصٍ یوجد السبیل إلیٰ تتمّته مع الاعتراف بکلول الحدّ عن مبلغ ذٰلك الحدّ . (٦)

اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لینے کے بعد اور اسی ذات سے استعانت کرنے کے بعد جس کے لیے

قدرت اور طاقت ہے، میں نے ان واقعات کی وضاحت کا ارادہ کیا جو حضور ﷺ کی سیرت مطہرہ کے ضمن میں آئے۔ جنہیں تالیف کرنے میں ابوبکر محمد بن اسحاق مطلبی سب سے سبقت لے گئے۔ جن کی تلخیص عبدالملک بن ہشام المعافری المصری ماہر علم الانساب وعلم النحو نے کی۔ میں ان امور کی شرح لکھوں گا جن کا مجھے علم ہو، یا جنہیں سمجھنے کی مجھے توفیق حاصل ہو۔ مثلاً غریب الفاظ، مشکل اور پیچیدہ اعراب، مشکل کلام، دشوار نسب اور ایسے فقہی مقام کی وضاحت کروں گا جس کی شرح کی ضرورت ہوئی یا نامکمل بات کی تکمیل کروں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی کمزوری کا اعتراف بھی ہے کہ میں انتہاء تک پہنچنے سے قاصر ہوں۔

(۱) کتاب کے آغاز میں مقدمہ:

امام سہیلی نے اپنی کتاب ''الروض الأنف'' کے آغاز میں ایک مقدمہ تحریر کروایا ہے جس میں انہوں نے کتاب کی تالیف کے اغراض و مقاصد اور اہداف پر روشنی ڈالی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس کتاب میں اس کا منہج اور اسلوب کیا ہے۔ مقدمہ میں انہوں نے ابن اسحاق کا ترجمہ شامل کیا ہے اور ابن اسحاق کے حالات زندگی سے بحث کی ہے، پھر ان راویوں کا تعارف پیش کیا ہے۔ جنہوں نے سیرت ابن اسحاق کی روایت ان سے کی ہے۔ خصوصاً بکائی کے بارے میں ذرا تفصیل سے بحث کی ہے۔ (۷)

(۲) ابواب کی ترتیب:

ابواب کی ترتیب وہی رکھی ہے جو ابن ہشام کی سیرت میں ہے۔ یعنی پہلا باب ''ذکر سرد النسب الزکی'' ہے اور اسی طرح اور ابواب بھی۔ البتہ ابن ہشام کی عبارت کو اوپر اور اس کے نیچے لکیر ڈال کر ''الروض الأنف'' کی عبارت تحریر کی گئی ہے۔

(۳) اسماء کی وجہ تسمیہ اور رجال کا تعارف:

سُہیلی نے ''الروض الانف'' میں یہ کوشش کی ہے کہ جہاں کوئی نام آیا ہے اس کی وجہ تسمیہ بتائی ہے۔ مثلاً:

قال أبو محمد عبدالملك بن هشام: هذا كتاب سيرة رسول الله ﷺ محمد بن عبدالله ابن عبدالمطّلب، و اسم عبدالمطلب: شيبة بن هاشم، و اسم هاشم: عمرو بن عبدمناف ، و اسم عبدمناف: المغيرة بن قصي بن كلاب. (۸)

سُہیلی نے اس کے ذیل میں سب سے پہلے ابن ہشام کا تعارف پیش کیا ہے اور اس کو ''ترجمۃ ابن ہشام'' کے عنوان سے نقل کیا ہے۔

پھر آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ پر "تفسیر نسب رسول الله" کے تحت بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ محمد اور احمد کی تخصیص پر تفصیلی بحث کتاب "التعریف والأعلام، بما أبهم فی القرآن من الأسماء و الأعلام" میں ہو چکی ہے اور مزید تفصیل آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے باب میں پیش کی جائے گی۔

اسی طرح عبدالمطلب آپ ﷺ کے دادا تھے اور ان کا نام شیبہ تھا۔ شیبہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے بالوں میں سفید بال تھے۔(۹) جس کی وجہ سے وہ شیبہ کہلائے۔
اسی طرح ہاشم جن کا نام عمرو تھا کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نام چار چیزوں میں سے ایک سے منقول ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

وأمّا هاشم فعَمَرٌ كما ذكر. وهو اسم منقول من أحد أربعة أشياء . الذى هو العُمُرأوالعَمَرِ الذى من عمور الإنسان وقاله القتبىّ من العَمْراو العمر الذى هو طرف الكُمّ، يقال: سجد علىٰ عَمَرَيه: اى علىٰ كُمَّيُه أو العمر الذى هو القُرطُ وزاد أبو حنيفة وجهاً خامساً فقال فى العُمُر الذى هو اسم لنخل السكر: ويقال فيه: عَمْرٌ أيضاً.
قال : يجوز أن يكون أحد الوجوه التى سُمّى بها الرجل عمراً. (۱۰)

ہاشم کا نام عمر ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا۔ اور یہ اسم چار میں سے کسی ایک سے مشتق ہے۔ یہ اسم یا تو عمر سے مشتق ہے یا پھر یہ کہ اس عمر سے مشتق ہے جس سے عمور الاسنان (دانتوں کے مسوڑے) مشتق ہے۔ یہ قتبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ یا پھر یہ اس عمر سے مشتق ہے جس کا معنی آستین کا کنارہ ہے۔ مثلاً کہا جاتا سجد علىٰ عَمَرَيه كُمَّيُه (وہ اپنی آستینوں پر سجدہ ریز ہوا) یا پھر یہ اس عمر سے مشتق ہے جس معنی بالی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پانچویں وجہ زیادہ کی ہے فرماتے ہیں کہ یہ عمر اس عمر سے مشتق ہے جس کا معنی نحل السکر ہے۔ ہاشم کا نام عمر بھی بتایا جاتا ہے اور پر مذکورہ پانچ وجوہات درست ہیں اور کسی ایک سبب کی وجہ سے ہاشم کا یہ نام رکھا جا سکتا ہے۔

(۴) مبہم کلمات کی لغوی اور نحوی تشریح:

امام سُہیلی نے ابن ہشام کی کتاب میں جہاں کہیں ایسے کلمات پائے جو توضیح طلب اور تشریح طلب تھے، ان کے معانی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی توضیح وتشریح کی۔ مثلاً: باب أخبار الكهان من العرب، والأحبار من يهود والرّهبان من النصارىٰ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کا ایک واقعہ ذکر ہے کہ ایک دفعہ حضرت

عمر فاروقؓ مسجد نبوی میں تشریف فرماتھے کہ ایک عربی شخص آیا جو آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔جب حضرت عمرؓ نے اس کی طرف دیکھا تو کہا کہ شاید یہ شخص ابھی تک شرک میں ہی مبتلا ہے ۔زمانہ جاہلیت میں تو یہ کاہن تھا۔اتنی دیر میں وہ شخص حضرت عمرؓ کے قریب پہنچ گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں،اے امیر المؤمنین ! ۔انہوں نے فرمایا:'' کیا تو زمانۂ جاہلیت میں کاہن تھا؟'' یہ سن کر اس شخص نے کہا:'' سبحان اللہ،اے امیر المؤمنین ! آپ نے مجھے براخیال کیا ہے ،جب سے آپ مسند خلافت پر تشریف فرما ہوئے ہیں ،کسی شخص نے بھی میرا استقبال اس طرح نہیں کیا''۔(۱۱)اس واقعہ میں اس شخص کے الفاظ:'' لَقَدْ خِلتَ فِیّ '' کی تشریح میں امام سہیلی ؒ نحوی اعتبار سے تفصیل سے گفتگو کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

وقوله خلتَ فِيَّ هُو من باب حذف الجملة الواقعة بعد خلت وظننت، كقولهم فى المثل: "من يسمع يخلّ ولا يجوز حذف أحد المفعولين مع بقاء الآخر لأنّ حكمهما حكم الابتداء والخبر، فإذا حذفت الجملة كلها جاز لأن حكمهما حكم المفعول والمفعول قد يجوز حذفه ولكن لا بدّ من قرينة تدلّ على المراد ففى قولهم من يسمعُ يخلُ دليل يدلّ على المفعول وهو يسمع وفى قوله خِلتَ فيّ دليل أيضا، وهو قوله فِيَّ كأنه قال خِلتَ الشَّرَّ فِيَّ .(۱۲)

اور مصنف کا قول''خلتَ فِيَّ '' یہ خِلتُ اور ظَنَنتُ (افعال قلوب) کے بعد جملہ کے حذف کے قبیل سے ہے۔جیسے عربوں کی کہاوت ہے: ''مَنْ يَسمَعْ يَخَلْ ''یعنی جو شخص کسی بات کو سن لیتا ہے وہ اس کو صحیح گمان بھی کرلیتا ہے۔اور اس میں ایک مفعول کا حذف جائز نہیں دوسرے کو باقی رکھتے ہوئے ؛اس لیے کہ ان کا حکم مبتداء خبر والا ہے،ہاں اگر پورا جملہ حذف کردیا جائے تو ٹھیک ہے؛ اس لیے کہ ان دونوں کا مجموعی طور پر حکم مفعول والا ہے،اس کا حذف جائز ہوتا ہے۔لیکن وہاں کسی قرینہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے،جو مراد پر دلالت کرے ۔چناچہ عربوں کے قول'' مَن يَسمَعُ يَخَلُ ''میں مفعول پر دلالت کرنے والی دلیل موجود ہے،اور وہ ہے:''یسمع ''اور ''خِلتَ فيَّ ''میں بھی قرینہ ہے اور وہ ہے :''فِيَّ ''۔گویا کہ اس نے کہا تھا:''خِلتَ الشَّرَّ فِيَّ '' (آپ نے میرے بارے میں بُرا گمان کیا)۔

اسی طرح ایک جملہ ہے : ''جاء نى قبل الإسلام بشَهرٍ أو شَيعِهِ ''(وہ میرے پاس اسلام لانے سے ایک مہینہ یا کچھ ایک مہینہ سے کچھ کم پہلے آیا تھا)امام سہیلی ؒ ''شیعہ ''کے بارے میں یوں وضاحت کرتے ہیں:

شَيعِهِ أى: دونه بقليل، و شيعُ كلّ شىء: ماهو تبع له و هو من الشياع وهى: حطبٌ

صغار تجعل مع الكبار تبعالها، و منه المُشيّعة، و هي الشاة تتبع الغنم، لأنها دونها في القوة۔ (۱۳)

شَیِعِہ یعنی اُس (ایک ماہ) سے کچھ کم، اور ہر چیز کا شَیع وہ ہوتا ہے جو اس کے تابع ہوتا ہے۔ اور یہ شیاع سے مشتق ہے، شیاع ان چھوٹی لکڑیوں کو کہتے ہیں جو بڑی لکڑیوں کے ساتھ ملا کر رکھ دی جاتی ہیں۔ اور اسی سے لفظ "المُشیعة" ہے، ایسی بکری کو کہتے ہیں جو بکریوں کے ریوڑ کے پیچھے پیچھے چلتی ہے؛ کیونکہ وہ ان سے طاقت میں کم ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرت سلمان فارسی کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے والی روایت میں ہے کہ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کاتب یا سلمان" یعنی اے سلمان تم اپنے آقا سے مکاتبہ کرلو۔

فكاتبت صاحبي على ثلثمائة نخلة أحييها له بالفقير، وأربعين أوقية.

چنانچہ میں نے کھجور کے تین سو درخت لگانے اور ان کو سبز رکھنے اور چالیس اوقیہ سونے پر مکاتبت کرلی۔

امام سہیلی نے اس حدیث کے ضمن میں کھجور کی قسموں پر تفصیلی بحث کی ہے اور اس کا عنوان رکھا ہے: "أسماء النخلة" اور کھجور کی مختلف اقسام وانواع کے الگ الگ نام بتائے ہیں۔ (۱۴)

(۵) قصائد کے مشکل الفاظ کی تشریح:

امام سُہیلی نے سیرتِ ابن ہشام میں مذکور قصائد کے مشکل الفاظ کی تشریح کی ہے جیسے زید بن عمرو بن نفیل کا ایک لمبا قصیدہ جس کے ایک شعر کی معانی سہیلی نے یوں بیان کی ہیں۔ شعر ہے:

بأنّ اللّٰه قد أفنى رجالاً　　كثيرا كان شأنهم الفُجورُ
وأبقىٰ آخرينَ بِبِرّ قَومٍ　　فَيربُلُ مِنهمُ الطِفلُ الصّغيرُ. (۱۵)

کہ اللہ تعالی نے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کیا جو فسق وفجور کے عادی تھے۔

اور کچھ دوسرے لوگوں کو کسی قوم کی نیکی کی وجہ سے باقی رکھا، جن میں ایک ننھا بچہ بھی پرورش پا کر جوان ہوگیا۔

"معنى يربل" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

و قوله فير بل منهم الطفل الصغير— رَبَل الطفل يربل — إذا شَبَّ وعَظُمَ ، يربَل بفتح الباء أي يكبر و ينبت.(۱۶)

یعنی بچہ جب جوان اور بڑا ہوجائے تو اس وقت ''رَبَل الطّفل'' بولا جاتا ہے۔اس کا معنی بڑا ہونااور پرورش پانا ہے۔

(۶)اشعار سے استدلال:

علامہ سہیلی ایک لغوی، نحوی اور ماہر انساب تھے۔اس لیے اکثر اپنی بات کوتقویت دینے کے لیے عربی شاعری سے حوالے دیتے ہیں جیسے۔امراء القیس کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کا نام حُندُج تھا:

والحُندُجُ : بَقلةٌ تَنبتُ فی الرّمل، و القیس الشدّة والنّجدة: کماقال الشاعر:

وأنت علی الأعداء قیسٌ و نجدةٌ　　　وأنت علی الأدنیٰ هشام و نوفل. (۱۷)

اور حندج ایک بوٹی ہے جوریت میں اُگتی ہے۔اورقیس کامعنی شدت اور بہادری ہے جیسا کہ شاعر نے کہاہے:اورتو دشمنوں پرشدیداور بہادر ہےاورادنیٰ پرھشام اورنوفل (کی طرح نرم) ہے۔

(۷)فقہی مسائل کی وضاحت:

بعض مواقع پر امام سُہیلی رحمۃ اللہ علیہ روایت کونقل کرکے اس سے فقہی مسئلہ اخذ کرلیتے ہیں اورمختلف مکاتب فکر کی آراءنقل کرتے ہیں جیسے غزوہ احد کے شہداء اورحضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ کی روایت کی شرح کرتے ہوئے آیت: وَلَا تَحسَبَنّ الّذینَ قُتِلُوا فِی سَبیلِ اللّٰہِ اَمواتًا. (۱۸)کونقل کرکےغسل شہید، کراہیت مسواک درحالت صیام وغیرہ مسائل پر بحث کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

وأمّا ترك غسله (الشهيد) فقد أجمعوا عليه و إن اختلفوا فی الصلوٰة إلاروايةً شاذةً عند بعض التابعين ......و ترك غسل الشهيد معنی آخر، و هو أنّ دمه أثر عبادة و هو يجيء يوم القيامة و جرحه يثعب دماً و ريحه ريح المسك فكيف يطهر منه وهو طيّب وأثر عبادة، و من هذا الأصل انتزع بعض العلماء كراهية تحفيف الوجه من ماء الوضوء و هو قول الزهری، قال الزهری و بلغَی أنه يوزن و من هذا الأصل انتزع كراهية السواك بالعشی للصّائم لئلا يذهب خلوف فمه وهوأثر العبادة. (۱۹)

اور بہرحال شہید کے غسل کوترک کرنے پرتوسب کااجماع ہے۔اگرچہ اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے،سوائے ایک شاذ روایت جوبعض تابعین کے نزدیک ہے...اورشہید کے

غسل کا ترک کرنا اس وجہ سے ہے کہ اس کا خون عبادت کے اثر سے ہے اور وہ قیامت کے دن اسی طرح آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، اور اس کی خوشبو تو مشک کی طرح ہے۔ تو کیسے اس کو اس سے پاک کیا جائے، وہ تو ہے ہی پاکیزہ اور عبادت کا اثر ہے۔ اور اسی اصول سے بعض علماء نے وضوء کے پانی سے منہ خشک کرنے کو ناپسند کیا ہے، اور یہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ہے؛ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ قیامت میں اس پانی کا وزن کیا جائے گا۔ اور اسی اصول سے روزہ دار کے شام کو مسواک کی کراہیت کا استنباط بھی کیا گیا ہے؛ تاکہ روزہ دار کے منہ کی بُو ختم نہ ہو جائے؛ کیونکہ وہ بھی عبادت کا اثر ہے۔

(۸) اماکن کا تعارف:

علامہ سہیلی متن میں مذکور مقامات کا تعارف کرتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی وفات کی روایت میں ''ابواء'' کا ذکر آیا ہے۔ یہاں سہیلی لکھتے ہیں:

ذکر موت أمّه آمنة بالأبواء، وهو موضع معروف بين مكة و المدينة وهو إلىٰ المدينة أقرب . (۲۰) آپ کی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی موت کا ذکر ابواء میں، اور ابواء ایک جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان، مدینہ کے زیادہ قریب ہے۔

(۹) قرآنی آیت سے واقعات سیرت کی تشریح:

وحی کی کیفیات بیان کرتے ہوئے امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ بحالت نیند میں بھی وحی آنے کا ذکر کیا ہے، اور اس کی دلیل میں حضرت عائشہؓ کے قول: ''أوّل مابُدِئ بهٖ رسول الله ﷺ – الرؤيا الصادقة'' سے استدلال کیا ہے اور اس کی تائید میں آیت ''إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ . اور ''افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ''. (۲۱) سے استشہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فدلّ علىٰ أنّ الوحى كان يأتيهم فى المنام كمايأتيهم فى اليقظة .(۲۲)

پس اس سے پتہ چلا کہ ان انبیاء کے پاس وحی نیند کی حالت میں بھی آتی ہے، جیسے کہ جاگنے کی حالت میں آتی ہے۔ اس کے بعد امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ وحی کی مختلف کیفیات اور انواع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، لکھتے ہیں:

و منها: أن ينفث فى روعه الكلام نفثا، كما قال عليه السلام، اِنّ روح القدس نفث فى روعى أن نفسًا لَن تَمُوتَ حَتّٰى تَستَكمِلَ أجلها ورزقها، فاتقوا الله و أجمِلوا فى

الطّلب. (۲۳)

اور وحی کی کیفیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روح القدس نے میرے دل یہ بات ڈالی ہے کہ بے شک کوئی بھی جاندار اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنا رزق اور اپنی زندگی کا مقررہ وقت پورا نہ کرلے۔لہذا تم اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح مانگا کرو۔

وقال مجاهد: وأكثر المفسرين فى قوله سبحانه: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا.(۲۴) قال هوا'ن ينفث فى روعه بالوحى.و منها أن يتمثل له الملك رجلاً ، فقد كان يأتيه فى صورة دحية بن خليفة ، ويروى أن دحية إذا قدم المدينة لم تبق مُعصِرٌ إلّاخرجت تنظر إليه لفرط جماله— وقال ابن سلام فى قوله تعالىٰ : وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا.(۲۵) قال كان اللهو نظر هم إلىٰ وجهِ دِحية لجماله. (۲۶)

اورمجاہد ؒ کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین کی رائے آیت: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا کے بارے میں یہ ہے کہ اس سے مراد دل میں وحی کے ذریعہ سے بات ڈالنا ہے۔اور وحی کی کیفیات میں سے ایک یہ ہے کہ فرشتہ انسانی شکل میں آئے،حضرت جبریلؑ آپ ﷺ کے پاس حضرت دحیہ بن خلیفہؓ کی شکل میں آتے تھے۔اور یہ بھی روایت ہے کہ جب حضرت دِحیہؓ مدینہ آتے تھے تو شہر بھر کی عورتیں انکی خوبصورتی کی وجہ سے ان کو دیکھنے کے لیے گھروں سے باہر نکل آتی تھیں۔اور ابن سلامؓ کہتے ہیں کہ آیت: میں لہو سے دِحیہ کے چہرے کو ان کی خوبصورتی کی وجہ سے دیکھنا ہے مراد ہے۔

اسی طرح آیت: الٓمّٓ ، ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ. (۲۷) کی تشریح میں ابن اسلام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

إنها إشارة إلى الكتاب الذى جاء ه به جبريل حين قال: اقرأ. (۲۸)

یہ اس کتاب کی طرف اشارہ ہے،جو جبریلؑ پہلی وحی ''اقرأ'' کے وقت لائے تھے۔

(۱۰)احادیث کے مشکل الفاظ کی تشریح:

حدیث شریف میں ہے۔''إن هواء الجنة سجسج''اس کی تشریح میں علامہ سہیلی لکھتے ہیں:

أى لاحرٌّ و لا بردٌ، وهو عندى من لفظ السجاج وهو لبن غيرُخالصٍ و ذٰلك إذا أكثر مزجه بالماء. (۲۹)

بے شک جنت کی ہوا معتدل ہے، نہ گرم ہے نہ سرد ہے۔اور یہ لفظ'' سجسج ''میرے نزدیک سجاج سے نکلا ہے،جس کا معنی ہے وہ دودھ جس میں پانی خوب ملا ہوا ہو۔

ایک اور حدیث میں ''أُحدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ '' (اُحد ایسا پہاڑ ہے کہ جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی معانی میں علماء کے بہت سے اقوال منقول ہیں:

قیل أراد أھله و ھم الأنصار، و قیل أراد أنّه کان یُبشِّرہ اِذا رآہ عند القدوم من أسفارہ بالقرب من أھله و لقائھم و ذلك فعل المحب، و قیل بل حبّه حقیقة ؛ وُضع الحبُّ فیه کما وضع التسبیح فی الجبال المسبّحة مع داوٗد و کمال وضعت الخشیة فی الحجارة التی قال اللّٰه فیھا: وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ. (۳۰)

ایک قول یہ ہے کہ اس سے اہل اُحد یعنی انصار مراد ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ پہاڑ آپ کو اس بات کی خوشخبری دیتا کہ آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے قریب آگئے ہیں۔اور عنقریب ان سے ملاقات کریں گے،اور یہ ایک محبت کا فعل ہے۔بعض نے کہا کہ اس کی حقیقی محبت مراد ہے؛ کیونکہ اس پہاڑ میں محبت رکھ دی گئی ہے جیسے کہ حضرت داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کرنے والے پہاڑوں میں تسبیح کرنے کا فعل رکھ دیا گیا ہے۔یا جیسے پتھروں میں اللہ کی خشیت رکھ دی گئی ہے،جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ. (اور کئی پتھر ایسے بھی ہیں،جو گر پڑتے ہیں اللہ کے خوف کی وجہ سے)

(۱۱)احادیث کی صحت یا ضعف کی طرف اشارہ:

امام سُہیلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت آمنہ کی وفات کے ضمن میں یہ حدیث نقل کی ہے:

أنّ رسول اللّٰه ﷺ – زار قبر أمّه بالأبواء فی ألف مقنّع فبکیٰ و أبکی.

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی ایک ہزار مسلح افراد کے ساتھ زیارت کی اور خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رُلایا''یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام سُہیلی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے:''ھذا حدیث صحیح. ''(۳۱)

گھریلو پالتو گدھے کے گوشت کھانے کے بارے میں جو احادیث منقول ہیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سہیلی لکھتے ہیں:

وحدیث جابر أنّه نھیٰ رسول اللّٰه ﷺ یوم خیبر عن أکل لحوم الحمر الأھلیة و أرخص

لهم فی لحوم الخيل أما الحمر الأهلية فمجتمع علی تحريمها اِلا شيأ يروی عن ابن عباس و عائشة و طائفة من التابعين. و حجة من أباحها قوله تعالیٰ: قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيمَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ. (۳۲)، الأية وهی مكّية و حديث النّهی عن الحمر كان بخيبر فهو المبين للأية و الناسخ للإباحة و من حجّتهم أيضاً قوله عليه السلام لرجل استفتاه فی أكل الحمار الأهلی يقال فی اسمه غالب بن أبحر المزنی: أَطعِم أهلَكَ مِن سَمينِ مَالِكَ. و هُوَ حديثٌ ضعيفٌ لايعارَض بمثله حديثُ النّهی......''(۳۳)

اورحضرت جابرؓ کی یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ پالتو گدھے کے گوشت کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔سوائے چند روایات کے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اور چند تابعین سے مروی ہیں۔اور جن لوگوں نے اس کو حلال کہا ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے: قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيمَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ. (اے نبی! ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ جو میری طرف وحی کیا گیا ہے اس میں مجھے کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز حرام نہیں ملتی سوائے مردار، بہتے ہوئے خون، یا خنزیر کے گوشت کے) جبکہ یہ آیت مکی ہے،اور ممانعت والی حدیث خیبر کے واقعہ کی لہذا وہ آیت کا بیان ہے اور ناسخ ہے اس اباحت کی۔اور ان لوگوں کی ایک دلیل یہ روایت بھی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پالتو گدھے کے بارے میں فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کو اپنے فربہ جانوروں میں سے کھلاؤ'' حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے،اس جیسی حدیث سے ممانعت والی حدیث کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

(۱۲) حدیث کے رُواۃ اور سند کی تحقیق:

علامہ سُہیلی حدیث کے اسناد یعنی سندوں پر بھی بحث کرتے ہیں۔''الأسناد عن عطاء بن أبی مروان '' کے تحت لکھتے ہیں:

و ذكر بن إسحاق حديثه عليه السلام حين أشرف علی خيبر، و قال : فی إسناده عن عطاء بن أبی مروان، و هذا هو الصحيح فی هذا الإسناد، لأن عطاء بن أبی مروان الأسلمی معروف فی أهل المدينة يكنی أبا مصعب. قاله البخاری فی التاريخ، و بعض من يروی السيرة يقول فی هذا الإسناد عن عطاء ابن أبی رباح ، عن مروان الأسلمی ،

والصحیح ماقدمناہ. (۳۴)

اور ابن اسحٰق نے آپ ﷺ کی خیبر والی حدیث ذکر کی ہے، اور کہا ہے کہ اس کی سند میں عطاء بن اُبی مروان ہے۔ اور یہ ہی بات صحیح ہے، اس لیے کہ عطاء بن اُبی مروان مدینہ میں ایک معروف آدمی تھا جس کی کنیت ابو مصعب تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ میں یہ ہی کہا ہے۔ اور بعض سیرت نگار کہتے ہیں کہ اس کی سند میں عطاء بن اُبی رباح ہیں جو مروان الاسلمی سے روایت کرتے ہیں، جبکہ صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے کہا ہے۔

(۱۳) مآخذ کا حوالہ:

اپنی بات کو جہاں سے لیتے ہیں مآخذ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً یوں کہتے ہیں:

کذا فی کتاب المصعب. (۳۵)

مصعب کی کتاب میں اسی طرح ہے۔

ذکرہ ابو عمر فی کتاب الاستیعاب. (۳۶)

ابو عمر نے کتاب الاستیعاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ذکر ھذا الشعر الجاحظ فی کتاب الحیوان. (۳۷)

اس شعر کا ذکر جاحظ نے اپنی کتاب الحیوان میں کیا ہے۔

وذکرہ البکری فی کتاب المعجم. (۳۸)

بکری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المعجم میں اس کو ذکر کیا ہے۔

الغرض امام سُہیلی نے ابن ہشام کی سیرت کی تشریح و تنقیح کرتے ہوئے اس میں موجود قصائد کے مشکل الفاظ کی شرح لکھی۔ ابن ہشام کے بیان کو مزید واضح کرنے کے لیے حسب ضرورت اضافے کیے۔ اشعار کی تشریح کی۔ اگر کسی واقعہ سے کوئی درس سامنے آتا ہے یا کوئی سبق ملتا ہے تو اس کی طرف انہوں نے اشارہ کیا۔ جس قصیدے کے کسی شعر سے کوئی نحوی اصول نکلتا ہے، اس کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے ابن ہشام کی کتاب کی ایسی شرح لکھی جس سے ابن ہشام کی کتاب کو سمجھنا بہت آسان بن گیا۔ علامہ سُہیلی محدث بھی تھے۔ فقیہ، لغوی، نحوی، ماہر انساب اور مفسر اور مورخ بھی تھے۔ ان کی شرح میں ان سب حیثیتوں کی جھلک صاف محسوس ہوتی ہے۔ یہ کتاب بعد میں آنے والے سیرت نگاروں کے لیے مأخذ اور مصدر بن گئی۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) اصلاحی، محمد اجمل ،ابن ہشام اور سیرت ابن ہشام، مقالہ مشمولہ نقوش رسول نمبر، ج ۱،شمارہ نمبر ۱۳۰،ادارہ فروغ اردو لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۴۸۴، ۴۸۵

(۲) سہیلی کے مزید حالات کے لیے دیکھیے: الذہبی محمد بن أحمد بن عثمان: تذکرۃ الحفاظ، تحقیق زکریا عمیرات، دارالکتب العلمیۃ ،بیروت، ۱۹۹۸ء، ۹۶/۴؛ الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد (م ۱۳۹۶ھ) الأعلام، دارالعلم للملایین ۔ طبع ۱۵، ۲۰۰۲ء ، ص:۳۱۳/۳؛ ابن خلکان، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد: وفیات الأعیان،تحقیق إحسان عباس، دارصادر بیروت، ۱۹۷۱ء، ص:۱۴۳/۳-۱۴۴؛ ابن کثیر ابوالفداء اسماعیل : البدایۃ والنہایۃ، بیروت: دار إحیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ، ۳۸۹/۱۲

(۳) السهیلی ،عبدالرحمن :الروض الأنف ، تحقیق عبدالرحمن الوكيل ،دارالكتب الإسلامية، ۱۳۸۷ھ، ۳۵/۱

(۴) ابن عماد الحنبلی، عبدالحی بن أحمد بن محمد العكری (م۱۰۸۹ھ) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، تحقيق عبدالقادر الأرنؤوط، دارابن كثير ، دمشق ، ۱٤۰٦ھ، ص: ۲۷۲/٤

(۵) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر: محاضرات سیرت، لاہور: الفیصل ، ۲۰۰۷ء، ص ۲۸۷، ۲۸۸

(۶) السہیلی، عبدالرحمٰن (م ۵۸۱) الروض الانف، تحقیق عبدالرحمٰن الوکیل، دارالکتب الاسلامیہ، قاہرہ، طبع اول ۱۹۶۷ء، ۳۲/۱-۳۳

(۷) ایضا، (مقدمۃ الکتاب)، ۳۱/۱-۴۰

(۸) ایضا، ۴۳/۱

(۹) ایضا، ۴۴/۱

(۱۰) ایضاً، ۴۵/۱، ۴۶

(۱۱) ایضا، ۳۰۰/۲

(۱۲) ایضاً، ۳۱۸/۲

(۱۳) ایضا، ۳۱۸/۲، ۳۱۹

(۱۴) ایضا، ۳۴۱/۲

(۱۵) ایضا، ۳۵۰/۲

(۱۶) ایضاً، ص: ۳۶۵/۲

(۱۷) یہاں اپنی بات کی تائید میں یہ شعر پیش کیا ہے۔ الروض الانف، ص: ۱/۳۷۳

(۱۸) آل عمران: ۱۶۹

(۱۹) الروض الانف، ۶/۴۳، ۴۴

(۲۰) ایضا، ۲/۱۸۴، ۱۸۵

(۲۱) الصافات: ۱۰۲

(۲۲) ایضاً، ۲/۳۹۳

(۲۳) ایضاً، ۲/۳۹۳، ۳۹۴

(۲۴) الشوریٰ: ۵۱

(۲۵) الجمعۃ: ۱۱

(۲۶) السہیلی، ۲/۳۹۳، ۳۹۴

(۲۷) البقرۃ: ۱

(۲۸) ایضا، ۲/۳۹۶

(۲۹) ایضا، ۵/۱۲۰

(۳۰) ایضاً، ۵/۴۴۸؛ البقرۃ: ۷۴

(۳۱) ایضاً، ۲/۱۸۵

(۳۲) الانعام: ۱۴۵

(۳۳) الروض الأنف، ۶/۵۵۱ـ۵۵۳

(۳۴) ایضاً، ۶/۵۵۰

(۳۵) السہیلی، الروض الانف، تحقیق عمر عبدالسلام السلامی، ص: ۳/۱۴۲

(۳۶) ایضاً، ۳/۱۴۲

(۳۷) ایضاً، ۱/۲۲۹

(۳۸) ایضاً، ۱/۲۳۶

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆